مصباح توحید

تحریر: مولانا سیف الرحمٰن صاحب الفلاح بی۔اے

قسط نمبر ۵

مثلاً یہ شعر

یااکرم الخلق مالی من الوذ بہ   سواک عند حلول الحادث العمیم

اے تمام مخلوق سے زیادہ کرم کرنے والے! جب مجھ پر کوئی مصیبت نازل ہو جائے تو آپ کو چھوڑ کر میں کہاں پناہ لوں۔

کیونکہ یہ کلام سراسر شرک اور گمراہی ہے۔ اب اللہ کو علم ہے کہ آیا اس کا قائل اس عقیدہ پر فوت ہوا یا اس نے توبہ کر لی۔

وہ کہتا ہے کہ میرے لئے ایسی کوئی ہستی نہیں جس کے ذریعے پناہ حاصل کروں۔ ہم اسے کہتے ہیں۔

لذبالالہ ولا تلذ سواہ   من لاذ بالملک الجلیل کفاہ

تم اللہ کی پناہ میں آجاؤ اور اس کے سوا کسی کی پناہ نہ تلاش کرو۔ جو شخص بڑے بادشاہ (اللہ) کی پناہ میں آجاتا ہے اسے کسی اور کی پناہ کی ضرورت نہیں رہتی بس اس کے لئے وہی کافی ہے۔

توسل اور استغاثہ کے جواز پر اہل بدعت کے دلائل:۔

بعض شعراء کے کلام میں رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے استغاثہ اور نداء وغیرہ کا کثرت سے ذکر آیا ہے ؎

جیسا کہ بعض متاخرین کے کلام میں توسل اور استغاثہ کے جواز کا ذکر آیا ہے۔ وہ بے معنی اور غلط دلائل پیش کرتے ہیں ان کے پاس اس مسئلہ کے ثبوت کے لئے کوئی ٹھوس اور صحیح دلیل نہیں۔ چنانچہ

؎ جیسا کہ بعض شعراء نے کہا ہے۔

وحل عقدۃ قلبی یا محمد   ھم علی خطرات القلب طرد

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم میرے دل کا عقدہ حل کیجیے۔ دل پر رنج وغم کے بادل چھائے ہوئے ہیں

ارجوک فی سکرات الموت تشھدنی۔ کما یھون اذا الانفاس فی صعد

میں آپ سے امید رکھتا ہوں کہ آپ سکرات الموت کے وقت میرے پاس ضرور تشریف لائیں گے تاکہ میری روح آسانی سے پرواز کر جائے۔

ایک اور شاعر کہتا ہے۔

یاسیدی یا صفی الدین یا سندی   یا محمد بل ویا ذخری ومفتخری

باقی صفحہ ۳۴ پر

ان کے مندرجہ ذیل دلائل ہیں:-

(۱) حضرت آدم علیہ السلام کی حدیث جو پہلے گزر چکی ہے جس میں توسل کا ذکر ہے۔

(۲) یہ حدیث اللھم انی اسألك بحق السائلین علیك وبحق ممشای ھذا

(۳) فاطمہ بنت اسد کی حدیث جو ابن حبان اور حاکم نے حضرت انس بن مالک کی روایت سے بیان کی ہے کہ جب حضرت علی بن ابی طالب کی والدہ فاطمہ بنت اسد بن ہاشم فوت ہوئیں۔ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش کی تھی آپ ان کے گھر تشریف لے گئے۔ اور ان کے سر کے پاس بیٹھ کر فرمایا۔

رحمك اللہ یا امی بعد امی

میری والدہ کے بعد دوسری والدہ! اللہ تم پر رحم فرمائے۔

پھر جب ان کو قبر میں داخل کیا گیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے دعا فرمائی۔ اغفر لامی فاطمہ بنت اسد ووسع علیها مدخلها بحق نبیك والانبیاء الذین من قبلی فانك ارحم الراحمین۔

الٰہی! میری والدہ فاطمہ بنت اسد کو معاف فرما۔ ان کی قبر کو کشادہ فرما۔ اپنے نبی کے حق کے واسطہ سے اور جو مجھ سے پہلے انبیاء ہوئے ہیں۔ ان سب کے حق کے واسطے، ان کی بخشش فرما تو سب سے زیادہ مہربان ہے۔

۴۔ جب کہ استغاثہ کا جواز اس آیت سے ثابت کرتے ہیں۔

فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِي مِن شِيعَتِهِ عَلَى الَّذِي مِنْ عَدُوِّهِ [1]

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم سے ایک آدمی نے اپنے دشمن کے خلاف حضرت موسیٰ علیہ السلام سے مدد طلب کی۔

نیز یہ آیت:-

۵۔ وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذ ظَّلَمُوا أَنفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ

بتنبیہ حاشیہ

اے صفی الدین اے میرے آقا میرے سہارے میرے ذخیرہ اور باعث فخر ہستی۔

انت الملاذ لما اخشی ضرورتہ   وانت لی ملجا من حادث الدھر

تو میرے لئے جائے پناہ ہے۔ جب کہ میں کسی نقصان دہ اور ضرر رساں چیز سے ڈرتا ہوں اور زمانہ کے حوادث سے بھی تو میری جائے پناہ ہے ان دو شعروں کے انتہائی غلو کو دیکھئے وہ اس بات کو بھول گئے کہ انسان کی جائے پناہ اور جائے امید صرف اللہ کی ذات ہے جیسا کہ آیات مذکورہ بالا میں ہے۔ قرآن مجید میں ایسی آیات کثرت سے سامنے آتی ہیں جن میں یہ ذکر ہے۔ کہ اللہ ہی وہ ذات ہے جو نفع اور نقصان کا مالک ہے اور مرنے کے بعد اسی کی طرف لوٹنا ہے اور وہی پھرنے کی جگہ ہے۔ [1] سورۃ القصص آیت پارہ ۱۵

الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ۱

جب انہوں نے اپنی جان پر (گناہ کر کے) ظلم کیا تھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے اور اللہ سے معافی طلب کرتے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کے لئے بخشش کی دعا فرماتے تو اللہ ان کی توبہ قبول کرتا وہ تو بہت مہربان ہے۔

۶ - وہ کہتے ہیں کہ زندہ اور مردہ میں کوئی فرق نہیں۔ جب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ میں آپ کا وسیلہ جائز تھا تو آپ کی رحلت کے بعد بھی جائز ہے کیونکہ آپ اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اسی طرح دیگر انبیاء بھی زندہ ہیں کیونکہ انبیاء کا مقام شہداء سے بلند اور اعلیٰ ہے شہدا کے متعلق اللہ نے فرمایا ہے۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ۲

آپ یہ خیال دل میں ہرگز نہ لائیں کہ جو اللہ کے راستہ میں مارے جاتے ہیں وہ مردہ ہیں۔ وہ تو زندہ ہیں۔ ان کو اللہ کے ہاں رزق ملتا ہے۔

۷ - ایک حدیث یہ بیان کرتے ہیں۔

اذا اعتیکم الامور فعلیکم باهل القبور

جب تمہارا کوئی کام رک جائے اور نہ ہوتا ہو تو اہل قبور کے پاس جاؤ۔

۸ - ایک یہ حدیث بھی ذکر کرتے ہیں۔

توسلوا بجاهی فان جاهی عند الله عظیم۔

تم میری جاہ کا وسیلہ بناؤ کیونکہ میری جاہ اور میرا مرتبہ اللہ کے ہاں بہت بڑا ہے۔ ان کے علاوہ کچھ اور ایسے لایعنی اور بے ہودہ دلائل پیش کرتے ہیں جن کو سن کر ہنسی آتی ہے اور ان کی حالت زار پہ رونا آتا ہے۔ ۳

---

۱ سورہ نساء آیت نمبر ۶۴ - ۲ سورہ آل عمران رکوع نمبر ۱۷

۳ - ایک اعتراض - وہ موحدین سے کہتے ہیں کہ تم وہ آیات جو بت پرستوں کے حق میں نازل ہوئی ہیں مسلمانوں پر منطبق کرتے ہو چونکہ لوگوں کا وسیلہ پکڑتے ہیں اور انبیاء کے ذریعے استغاثہ کرتے ہیں اور دین کے تمام امور بجالاتے ہیں تم انبیاء اور صلحاء کو بتوں کی مانند تصور کرتے ہو اور ان کا وسیلہ پکڑنے والوں کو بتوں کے پجاریوں کی مانند تصور کرتے ہو۔

جواب :- علماء نے اس بات کی تصریح کی ہے کہ وہ آیت جو کسی خاص سبب کی بنا پر نازل ہوئی ہو اس کا حکم صرف اسی سبب پر منطبق نہیں ہوگا بلکہ عام ہوگا - نیز زمانہ ماضی کے مشرک اور کافر کوئی انبیاء کو پوجتے تھے جیسے حضرت عیسیٰ اور حضرت عزیر کی پوجا کرتے

باقی اگلے صفحہ پر

حدیث نمبر ۱ کا جواب: سب سے پہلے آپ کو یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ توسل بدعت ہے کفر نہیں۔ ہاں البتہ استغاثہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور دیگر لوگوں کے ذریعے کفر ہے۔ جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے نیز آپ کو اس بات کا علم ہونا چاہیئے کہ مردوں کا وسیلہ بنانے کے سلسلے میں کوئی صحیح یا حسن حدیث مذکور نہیں اس سلسلہ میں جو احادیث بیان کی جاتی ہیں وہ سب کی سب موضوع یا ضعیف ہیں۔

حضرت آدم کے توسل کی حدیث کا جواب پہلے ذکر ہو چکا ہے۔

حدیث نمبر ۲ کا جواب: حدیث "اللھم انی اسئلك بحق السائلین" ضعیف ہے حافظ ہیثمی مجمع الزوائد میں بیان کرتے ہیں کہ اس کی سند میں مسلسل کئی راوی ضعیف ہیں۔ چنانچہ عطیہ جس کو عوفی بھی کہتے ہیں۔ فضیل بن مرزوق اور فضل بن موفق تمام کے تمام ضعیف راوی ہیں۔ بالفرض اگر ہم یہ تسلیم کریں کہ فضیل بن مرزوق کو کسی نے ضعیف اور کسی نے ثقہ راوی تسلیم کیا ہے تو ابن حبان نے اسے ضعیف قرار دیا ہے اسی طرح ابوحاتم نے اسے ضعیف کہا ہے۔ لیکن ابن معین نے اس کو ثقہ راوی قرار دیا ہے ابن حبان اس کے متعلق کہتے ہیں کہ وہ عطیہ عوفی سے موضوع روایات بیان کرتا ہے اس حدیث میں بھی اس نے عطیہ عوفی سے روایت کیا ہے۔ اب جرح تعدیل پر مقدمہ چلے۔ بالفرض ہم اس حدیث کو صحیح تسلیم کرتے ہیں تو پھر ہم اس بات کو تسلیم نہیں کرتے کہ سائلین کا حق مخلوق ہے کیونکہ ان کا حق یہ ہے کہ اللہ ان کی دعا قبول فرمائے اور ان کے سوال کے مطابق ان کی حاجت پوری فرمائے اور یہ دونوں صفات اللہ کی ہیں۔ مخلوق کا حق اللہ کی صفات میں سے ہے چنانچہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا

وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ [۱]

مومن بندوں کی مدد کرنا ان کا ہم پر حق ہے۔

حدیث نمبر ۳ کا جواب: حدیث فاطمہ بنت اسد بھی ضعیف ہے اس کی سند میں بھی ایک راوی روح بن صالح مصری ہے جو ضعیف ہے۔ بالفرض ہم اسے صحیح تسلیم کرتے ہیں تو پھر انبیاء کا حق غیر مخلوق ہے جیسا کہ سابقہ سطور میں حدیث "اللھم انی اسئلك بحق السائلین" کے متعلق ذکر کیا ہے بلکہ یہ تو اللہ کی صفات میں سے ایک صفت ہے کہ وہ اپنے دشمنوں کے خلاف انبیاء کی نصرت و اعانت کرتا

تھے اور کوئی اللہ کے نیک بندوں کی پوجا کرتے تھے جیسے ود، سواع، یغوث، یعوق اور نسر کی پوجا حضرت نوح کی قوم کرتی تھی۔ اللہ نے ان سب کو کافر کہا ہے اور ان کے کفر کے متعلق "دون اللہ" کے الفاظ آتے ہیں۔ جیسا کہ فرمایا ولا تدع من دون الله ما لا ينفعك اور مالكم من الله غيره یہ الفاظ ہر اس معبود پر منطبق ہوتے ہیں جو غیر اللہ ہے خواہ نبی ہو یا فرشتہ آپ دیکھتے نہیں کہ اللہ نے یہود اور نصاریٰ کو کافر کہا کیوں انہوں نے حرام و حلال کے معاملہ میں اپنے علماء کی پیروی کی اور اللہ کے حکم کے مطابق چلنے کی کوشش نہ کی۔ اب جو شخص غیر اللہ کی نذر مانتا ہے اور اس کا طواف کرتا ہے اسی کے متعلق کیا حکم ہوگا۔

[۱] سورہ روم آیت نمبر ۴۷۔

ہے۔ ان کو راضی کرتا ہے اور اپنے دشمنوں پر انہیں غلبہ عطا کرتا ہے۔

دلیل نمبر ۴ کی تردید:۔ آیت " فاستغاثہ الذی من شیعتہ" سے استغاثہ کی دلیل پکڑنا کس قدر بے ہودہ اور باطل ہے کیونکہ اس میں تو ایک زندہ شخص زندہ سے ہی ایسے امور کے متعلق مدد کا طلبگار ہے جن کو وہ کر سکتا ہے اور ایسے استغاثہ اور مدد کے متعلق کوئی اعتراض نہیں کرتا۔ مزید براں ایک اسرائیلی کا ایک قبطی کو مارنا ہمارے لئے حجت نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح حضرت موسٰے علیہ السلام کا اس کی مدد کرنا اور اسے قتل کرنا حجت نہیں کیونکہ یہ واقع قبل از نبوت کا ہے۔ بعثت سے پیشتر کسی نبی کا کسی معاملہ میں خاموش رہنا۔ اس امر پر دلالت نہیں کرتا کہ یہ امر جائز ہے اس کے علاوہ یہ ہماری شریعت میں نہیں ہے۔

دلیل نمبر ۵ کی تردید:۔ ان کی حجت آیت ولو انھم اذ ظلموا ... الخ کا جواب یہ ہے کہ اس آیت کی غرض وغایت یہ ہے کہ ان کے گناہوں کی بخشش اس امر سے معلق کی گئی ہے کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوں اور وہاں پر اللہ سے اپنے گناہ کی معافی طلب کریں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کے لئے معافی کی درخواست فرمائیں۔ ان کو ایسا نہ کرنے پر ملامت کی گئی ہے۔ اس میں یہ ذکر نہیں کہ انہوں نے آپ سے مطالبہ کیا کہ آپ ان کے لئے بخشش کی دعا فرمائیں اور نہ ان کو یہ حکم ہوا تھا کہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ سے دعائے استغفار کا مطالبہ کریں پھر یہ آیت اس امر سے مشروط ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوں اور آپ کی رحلت کے بعد آپ کی خدمت میں حاضر ہونا ناممکن ہے کیونکہ زیادہ سے زیادہ یہ ہو سکتا ہے کہ کوئی آپ کی قبر مبارک کے پاس آئے اور جو شخص کسی کی قبر کے پاس آتا ہے اس کے متعلق یہ نہیں کہا جاتا۔ کہ وہ صاحب قبر کے پاس آیا۔ ہاں البتہ تکلف سے ہم کہتے ہیں کہ فلاں بزرگ کے پاس گئے۔

پھر یہ ایک معین واقعہ ہے یہ لفظی اور معنوی لحاظ سے عموم کا فائدہ نہیں دیتا۔ یہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں پیش آیا تھا۔ اس سے عمومیت کا ثبوت کیسے ملتا ہے۔ کہ آپ کی زندگی میں اور آپ کی رحلت کے بعد بھی ایسا کیا جائے۔

اگر بالفرض یہ عموم پر دلالت کرتا ہے کہ آپ کی زندگی میں اور آپ کی رحلت کے بعد سب پر مشتمل ہے تو یہ مخصوص واقعہ ہے اور آپ کی زندگی مبارک میں مقید ہے مخصوص کرنے کی یہ دلیل ہے کہ شرعی اخبار اس امر پر دلالت کرتی ہیں کہ مردے سنتے ہیں نہ جواب دیتے ہیں چنانچہ ارشاد ربانی ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ يُسْمِعُ مَنْ يَّشَآءُ وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِى الْقُبُوْرِ [1]

---

[1] سورہ فاطر آیت نمبر ۲۲۔

اللہ تعالےٰ جس کو چاہتا ہے (قبر میں) سنا دیتا ہے لیکن آپ کو یہ طاقت نہیں کہ قبروں میں مدفون لوگوں کو کچھ سنائیں۔

مسلم شریف میں ایک حدیث یوں مذکور ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

اذا مات ابن آدم انقطع عمله الا من ثلاث صدقة جاريه او ولد صالح يدعوله او علم ينفع به۔

جب انسان کی زندگی ختم ہو جاتی ہے تو اس کے ساتھ سب اعمال کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے۔ ہاں البتہ تین اعمال ایسے ہیں جو منقطع نہیں ہوتے۔ وہ یہ ہیں۔

(۱) صدقہ جاریہ، (۲) نیک اولاد جو اپنے باپ کے لئے دعا کرے۔

(۳) ایسا علم جس سے لوگوں کو نفع پہنچے۔

چونکہ صحابہ اکرام اور ان کے بعد تابعین اور ائمہ نے اس آیت سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد کے زمانہ کو سمجھا بنا برین آپ کی رحلت کے بعد انہوں نے آپ کو نہیں پکارا۔ اور نہ ہمارے پاس کوئی ایسی حدیث ہے جس میں یہ ذکر ہو کہ انہوں نے آپ کی رحلت کے بعد آپ کو پکارا جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ صحابہ کرام نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں ہی آپ سے درخواست کی کہ ہمارے لئے دعا فرمائیں۔

دلیل نمبر ۴ کی تردید: - ان کا یہ کہنا کہ توسل اور استغاثہ کے جواز میں زندہ اور مردہ میں کوئی امتیاز نہیں اور جو ایک فریق کے لئے جائز ہے وہ دوسرے کے لئے بھی جائز ہے مزید برآں انبیاء کے متعلق یہ بات بھی پایۂ ثبوت تک پہنچ چکی ہے کہ وہ قبروں میں زندہ ہوتے ہیں۔ کیونکہ ان کا مقام شہداء کے مقام سے بلند ہوتا ہے۔ بنا برین ان سے شہداء سے اور اولیاء سے استغاثہ اور توسل جائز ہے۔

جواب: - ان کی یہ بات قرآن پاک کے صریحاً خلاف ہے کیونکہ قرآن پاک تو کہتا ہے۔

وَ لَا يَسْتَوِى الْاَحْيَاءُ وَلَا الْاَمْوَاتُ۔ اِنَّ اللّٰهَ يُسْمِعُ مَنْ يَّشَاءُ وَمَا اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِى الْقُبُوْرِ۔ [۱]

زندہ اور مردہ دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔ ہاں البتہ اللہ جسے چاہے سنا دیتا ہے (خواہ وہ مردہ ہو) لیکن اے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آپ قبروں میں مدفون لوگوں کو کچھ نہیں سنا سکتے۔

فَاِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ [۲]

---

[۱] سورہ فاطر آیت نمبر ۲۲۔ [۲] سورہ روم آیت نمبر ۵۲

آپ مردوں کو کچھ سنانے پر قادر نہیں اور نہ بہرے لوگوں کو آپ کچھ سنا سکتے ہیں جب کہ وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں۔

اللہ تعالےٰ پاک ہے جس نے ان گمراہ کن دجالوں اور قبر پرستوں کو اندھا کر دیا حتیٰ کہ ان کو زندہ اور مردہ میں کوئی تمیز نہیں رہی۔ بلکہ کہتے ہیں کہ۔ روح جسم سے علیحدہ ہونے کے بعد باقی رہتے ہیں اور ان کو کلی تصرف کا اختیار ہوتا ہے جہاں چاہتے ہیں چلتے ہیں۔

ان کی عقل و دانش کو کیا ہو گیا؟ یہ کیسے جاہل اور کفر کرنے والے ہیں! اگر قبروں کے مردے زندہ ہوتے جیسے وہ کہتے ہیں تو ان کا دفن کرنا جائز نہ ہوتا۔ اور ان کا مال وراثت ورثہ کے مستحق لوگوں میں تقسیم نہ ہوتا اور نہ ان کی بیویوں سے کوئی نکاح کرتا سوائے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کے کیونکہ وہ اُمت کی مائیں ہیں اور کسی اُمتی کا ان سے نکاح کرنا ایسا ہی حرام ہے جیسا کہ اپنی حقیقی ماں سے نکاح کرنا حرام ہے۔

ہم اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں بعض اوقات ایک میت کو ذلیل کیا جاتا ہے لوگ اسے اپنے پاؤں سے روندتے ہیں مگر وہ حرکت نہیں کرتا اور نہ اپنی طرف سے کچھ مداخلت کرتا ہے کیا آپ کے خیال میں وہ ذلت اور خواری پر خوش ہوتا ہے؟ میرا خیال ہے کہ لوگوں نے اس سے بڑھ کر کوئی بے ہودہ اور بے معنی بات اور اس سے بڑا فاسد قیاس کبھی نہیں سنا ہو گا۔

دلیل نمبر ۷ کی تردید:۔ ان کا یہ کہنا کہ ارواح جسم سے علیحدہ ہونے کے بعد زندہ ہوتے ہیں باطل ہے آپ بتائیں کہ ان کو کونسا تصرف حاصل ہے بالفرض ہم ان کی زندگی کو تسلیم کرتے ہیں پھر اس سے کیسے لازم آتا ہے کہ وہ فریاد رسی کی درخواست کرنے والوں اور دیگر سائلوں کی دعاؤں کو قبول کرنے پر قادر ہیں اور ان سے استغاثہ جائز ہے کیونکہ بقول ان کے یہ زندہ ہیں پھر تو ہمارے لئے فرشتوں سے استغاثہ بھی جائز ہے کیونکہ ان کی زندگی میں کسی کو اختلاف نہیں۔ اسی طرح حور و غلمان اور کفار کی ارواح اور جنوں سے بھی استغاثہ جائز ہے۔ کیونکہ یہ سب زندہ ہیں۔ سبحانک ھٰذا بھتان عظیم۔

ایسی بات وہی کہتا ہے جو عقل و دانش سے تہیدست یا کور چشم ہے۔ الٰہی ان کو راہ راست اور راہ مستقیم کی ہدایت فرما۔

دلیل نمبر ۸ کی تردید:۔ حدیث توسل نجاشی،، بھی موضوع ہے۔ اس کے موضوع ہونے میں کسی نے بھی اختلاف نہیں کیا۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تمام مسلمانوں کے دلوں میں بہت بڑا مرتبہ اور قابل تعریف مقام ہے اور آپؐ تمام انبیاء سے افضل اور تمام انبیا کو ختم کرنے والے ہیں لیکن کسی مسلمان کے لئے یہ ہرگز جائز نہیں کہ ان کا توسل اور استغاثہ حاصل کرے خواہ انبیاء اپنی قبروں میں برزخی زندگی میں

زندہ ہیں جن کا صرف اللہ کو علم ہے کیونکہ برزخی زندگی کو دنیاوی زندگی پر قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ اور نہ اس کے احکام اس پر منطبق ہو سکتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زندگی میں آپ سے دعا کرانا جائز تھا کہ ہماری کسی حاجت کی خاطر یا گناہ سے بخشش کی خاطر اللہ کی بارگاہ میں ہمارے لئے دعا فرمائیں، لیکن بعد از رحلت دنیاوی زندگی پر قیاس کرتے ہوئے ان سے دعا طلب کرنا جائز نہیں۔

کیا ان لوگوں کو قرآنی آیات کا علم نہیں جو بانگ دہل اعلان کرتی ہیں کہ اللہ کے ماسوا کسی کو کوئی تصرف یا قدرت نہیں کہ وہ کسی کا نقصان کرے یا کسی کو نفع پہنچائے۔ خواہ وہ نبی ہو یا ولی چنانچہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا:۔

قُلْ أَفَرَأَيْتُم مَّا تَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ إِنْ أَرَادَنِيَ اللَّهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كَاشِفَاتُ ضُرِّهِ أَوْ أَرَادَنِي بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكَاتُ رَحْمَتِهِ قُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُونَ [1]

---

[1] سورہ آیت نمبر ۳۸۔

مسلک اہلحدیث کا داعی

جمعیت اہلحدیث اور پاکستان کا ترجمان

ہفت روزہ الاسلام

زیر سرپرستی:۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب مدظلہ امیر جمعیت اہلحدیث پاکستان

زیر ادارت:۔ بشیر انصاری ایم۔ اے

سالانہ چندہ	۵۰ روپے
ششماہی	۳۰ روپے
فی پرچہ	۲ روپے
عرب ممالک سے	-/۱۵ روپیہ
یورپین ممالک سے	۲۰ پونڈ

نمونہ کا پرچہ خط لکھ کر مفت طلب فرمائیں

مینجر ہفت روزہ الاسلام - ۳۵ شاہ جمال کالونی لاہور ۱۶ فون ۴۱۰۷۴۶